اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

جن کو پاکستان کے ہر مکتب خیال اور تمام اسلامی فرقوں کے مشاہیر علماء نے متفقہ طور پر مرتب کیا ہے

[شاید تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ مسلمانوں کے تمام بڑے بڑے فرقوں کے اکابر علماء نے بالاتفاق وہ اصول مرتب کیے ہیں جن پر قرآن و سنت کے منشا کے مطابق ایک اسلامی ریاست کی عمارت تعمیر کی جا سکتی ہے۔ اس سے پہلے اشخاص اور افراد متفرق طور پر تو بارہا ان مسائل کے متعلق اپنی تحقیقات بیان کرتے رہے ہیں، لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ ایک مجلس میں بیٹھ کر مختلف عقائد و مسالک کے نمائندہ علماء نے خالص علمی بحث و تحقیق کے بعد اسلامی مملکت کے تصور اور اس کے بنیادی اصولوں کے متعلق اس قدر واضح اور مستند بیان تیار کیا ہو۔ یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ ہے جس کی نظیر اب تک کی اسلامی تاریخ میں نہیں ملتی اور توقع کی جا سکتی ہے کہ انشاء اللہ ہماری آئندہ تاریخ کی تشکیل میں اس کا حصہ نہایت اہم ہوگا۔ اب کسی کے لیے یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ مسلمان جیسی کچھ بھی حکومت بنا بیٹھیں وہ "اسلامی حکومت" ہے۔ اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام ایک دین کی حیثیت سے ریاست اور سیاست کے لیے اپنے کچھ مخصوص اصول رکھتا ہی نہیں ہے۔ اب کسی کے لیے یہ موقع باقی نہیں رہا ہے کہ اپنے خود ساختہ بنیادی اصولوں اور دستوری خاکوں پر "اسلامی" لیبل لگا کر جعلی نوٹوں کی طرح انھیں بازار میں چلا سکے۔ اب یہ دعویٰ کرنے کی بھی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمان فرقوں کے مذہبی نزاعات ایک اسلامی حکومت کے قیام میں مانع ہیں۔ اب اس جاہلانہ بدگمانی کے فروغ پانے کا بھی امکان نہیں رہا ہے کہ دورِ جدید میں ایک ترقی پذیر ریاست کے لئے

اسلام کے اصولِ سیاست موزوں نہیں ہیں۔ اب یہ جھوٹ بھی نہیں چل سکتا کہ ایک اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔ علماء پاکستان کے مستند اور متفق علیہ بیان نے ان تمام غلط فہمیوں کا دروازہ بند کر دیا ہے۔ یہ بیان ایک ایسا چارٹر ہے جو خدا کے فضل سے صرف پاکستان ہی کی حکومت کا سنگِ بنیاد ثابت نہ ہوگا بلکہ دوسرے مسلمان ملکوں کے لیے بھی مشعلِ راہ بنے گا۔ جن مسلمان ملکوں میں اس وقت تک لادینی ریاستوں کی نقل اتاری جارہی ہے، وہ سب ان شاء اللہ اس چارٹر سے ہدایت پائیں گے۔]

ایک مدت دراز سے اسلامی دستورِ مملکت کے بارے میں طرح طرح کی غلط فہمیاں لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسلام کا کوئی دستورِ مملکت ہے بھی یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کے اصول کیا ہیں اور اس کی عملی شکل کیا ہو سکتی ہے؟ اور کیا اصول اور عملی تفصیلات میں کوئی چیز بھی ایسی ہے جس پر مختلف اسلامی فرقوں کے علماء متفق ہو سکیں؟ یہ ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق عام طور پر ایک ذہنی پریشانی پائی جاتی ہے اور اس پریشانی میں ان مختلف دستوری تجویزوں نے اور بھی اضافہ کر دیا ہے جو مختلف حلقوں کی طرف سے اسلام کے نام پر وقتاً فوقتاً پیش کی گئیں۔ اس کیفیت کو دیکھ کر یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ تمام اسلامی فرقوں کے چیدہ اور معتمد علیہ علماء کی ایک مجلس منعقد کی جائے اور وہ بالاتفاق صرف اسلامی دستور کے بنیادی اصول ہی بیان کرنے پر اکتفا نہ کریں بلکہ ان اصولوں کے مطابق ایک ایسا دستوری خاکہ بھی مرتب کر دے جو تمام اسلامی فرقوں کے لئے قابلِ قبول ہو۔

اس غرض کے لئے ایک اجتماع بتاریخ ۱۲-۱۳-۱۴ اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۲۱-۲۲-۲۳ اور ۲۴ جنوری ۱۹۵۱ء بصدارت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کراچی میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع میں اسلامی دستور کے جو بنیادی اصول بالاتفاق طے ہوئے ہیں انھیں فائدۂ عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

مجلس دستور ساز پاکستان کی مقرر کردہ کمیٹیوں نے بنیادی حقوق اور بنیادی اصولوں کے متعلق جو سفارشات پیش کی ہیں اُن کے بارے میں اس اجتماع کی یہ متفقہ رائے ہے کہ یہ سفارشات اسلامی اصولوں سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

اس اجتماع کی خواہش تھی کہ اس موقع پر اسلامی اصولوں کے مطابق ایک تفصیلی خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے مجلس دستور ساز پاکستان کے صدر سے درخواست کی گئی کہ وہ تعلیماتِ اسلامیہ بورڈ کی سفارشات کا ایک نسخہ اس اجتماع کو مہیا کر دیں تاکہ اگر وہ اسلامی اصولوں کے مطابق درست ہو تو اس کی توثیق کر دی جائے یا اگر اس میں کچھ کمی ہو تو اسے پورا کر دیا جائے اور نئے سرے سے ایک چیز مرتب کرنے میں محنت صرف نہ کرنی پڑے۔ لیکن صاحبِ موصوف نے بعض وجوہ سے اس درخواست کو قبول نہ فرمایا۔ اب یہ اجتماع سر دست ملتوی کیا جاتا ہے اور تمام اسلامی فکر رکھنے والے اصحاب اور اداروں سے درخواست کی جاتی ہے کہ ان متفقہ اصولوں کی روشنی میں دستورِ اسلامی کے متعلق اپنی اپنی تجاویز ۱۵۔ مارچ ۱۹۵۱ء تک حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی جیکب لائنز کراچی کے پاس بھیج دیں۔ اس کے بعد جلدی ہی یہ اجتماع دوبارہ منعقد کیا جائے گا اور تمام تجاویز پر غور کر کے ایک تفصیلی خاکہ مرتب کر دیا جائے گا انشاء اللہ العزیز۔

اسلامی مملکت کے بنیادی اصول

اسلامی مملکت کے دستور میں حسبِ ذیل اصول کی تصریح لازمی ہے :۔

۱ ـــــــ اصل حاکم، تشریعی و تکوینی حیثیت سے اللہ رب العالمین ہے۔

۲ ـــــــ ملک کا قانون کتاب و سنت پر مبنی ہوگا اور کوئی ایسا قانون نہ بنایا جا سکے گا، نہ کوئی ایسا انتظامی حکم دیا جا سکے گا جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

(تشریحی نوٹ۔ اگر ملک میں پہلے سے کچھ ایسے قوانین جاری ہوں جو کتاب و سنت کے خلاف ہوں تو اس کی تصریح بھی ضروری ہے کہ وہ بتدریج ایک معینہ مدت کے اندر منسوخ یا شریعت کے مطابق تبدیل کر دیئے جائیں گے ؛

۳ ـــــــ مملکت کسی جغرافیائی، نسلی، لسانی یا کسی اور تصور پر نہیں بلکہ ان اصول و مقاصد پر مبنی ہوگی جن کی اساس اسلام کا پیش کیا ہوا ضابطۂ حیات ہے۔

۴ ـــــــ اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ قرآن و سنت کے بتائے ہوئے معروف کو قائم

کرے، منکرات کو مٹائے اور شعائرِ اسلام کے احیاء و اعلاء اور مسلمہ اسلامی فرقوں کے لئے ان کے اپنے مذہب کے مطابق ضروری اسلامی تعلیم کا انتظام کرے۔

۵ ——— اسلامی مملکت کا یہ فرض ہوگا کہ وہ مسلمانانِ عالم کے رشتۂ اتحاد و اخوت کو قوی سے قوی تر کرنے کی کوشش کرے اور ریاست کے مسلم باشندوں کے درمیان عصبیتِ جاہلیہ کی بنیادوں پر نسلی، لسانی، علاقائی یا دیگر مادی امتیازات کے ابھرنے کی راہیں مسدود کر کے ملتِ اسلامیہ کی وحدت کے تحفظ و استحکام کا انتظام کرے۔

۶ ——— مملکت بلا امتیاز مذہب و نسل وغیرہ تمام ایسے لوگوں کی لابدی انسانی ضروریات یعنی غذا، لباس، مسکن، معالجہ اور تعلیم کی کفیل ہوگی جو اکتساب رزق کے قابل نہ ہوں یا نہ رہے ہوں یا عارضی طور پر بے روزگاری، بیماری یا دوسرے وجوہ سے فی الحال سعیِ اکتساب پر قادر نہ ہوں۔

۷ ——— باشندگانِ ملک کو وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو شریعتِ اسلامیہ نے ان کو عطا کئے ہیں یعنی حدودِ قانون کے اندر تحفظ جان و مال و آبرو، آزادیٔ مذہب و مسلک، آزادیٔ عبادت، آزادیٔ ذات، آزادیٔ اظہارِ رائے، آزادیٔ نقل و حرکت، آزادیٔ اجتماع، آزادیٔ اکتسابِ رزق، ترقی کے مواقع میں یکسانی اور رفاہی ادارات سے استفادہ کا حق۔

۸ ——— مذکورۂ بالا حقوق میں سے کسی شہری کا کوئی حق اسلامی قانون کی سندِ جواز کے بغیر کسی وقت سلب نہ کیا جائے گا اور کسی جرم کے الزام میں کسی کو بغیر فراہمیٔ موقع صفائی و فیصلۂ عدالت کوئی سزا نہ دی جائے گی۔

۹ ——— مسلمہ اسلامی فرقوں کو حدودِ قانون کے اندر پوری مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ انھیں اپنے پیروؤں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے کا حق حاصل ہوگا۔ وہ اپنے خیالات کی آزادی کے ساتھ اشاعت کر سکیں گے۔ ان کے شخصی معاملات کے فیصلے ان کے اپنے فقہی مذہب کے مطابق ہوں گے اور ایسا انتظام کرنا مناسب ہوگا کہ انھی کے قاضی یہ فیصلے کریں۔

۱۰ ——— غیر مسلم باشندگانِ مملکت کو حدودِ قانون کے اندر مذہب و عبادت، تہذیب و ثقافت اور مذہبی تعلیم کی پوری آزادی حاصل ہوگی اور انھیں اپنے شخصی معاملات کا فیصلہ اپنے مذہبی قانون یا رسم و رواج

کے مطابق کرانے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۱ ــــــ غیر مسلم باشندگانِ مملکت سے حدودِ شریعہ کے اندر جو معاہدات کیے گئے ہوں ان کی پابندی لازمی ہوگی۔ اور جن حقوقِ شہری کا ذکر دفعہ نمبر ۷ میں کیا گیا ہے ان میں غیر مسلم باشندگانِ ملک اور مسلم باشندگانِ ملک سب برابر کے شریک ہوں گے۔

۱۲ ــــــ رئیسِ مملکت کا مسلمان مرد ہونا ضروری ہے جس کے تدیّن، صلاحیت اور اصابتِ رائے پر جمہور یا ان کے منتخب نمائندوں کو اعتماد ہو۔

۱۳ ــــــ رئیسِ مملکت ہی نظمِ مملکت کا اصل ذمہ دار ہوگا البتہ وہ اپنے اختیارات کا کوئی جزو کسی فرد یا جماعت کو تفویض کر سکتا ہے۔

۱۴ ــــــ رئیسِ مملکت کی حکومت مستبدانہ نہیں بلکہ شورائی ہوگی یعنی وہ ارکانِ حکومت اور منتخب نمائندگانِ جمہور سے مشورہ لے کر اپنے فرائض انجام دے گا۔

۱۵ ــــــ رئیسِ مملکت کو یہ حق حاصل نہ ہوگا کہ وہ دستور کو کلاً یا جزءاً معطل کر کے شوریٰ کے بغیر حکومت کرنے لگے۔

۱۶ ــــــ جو جماعت رئیسِ مملکت کے انتخاب کی مجاز ہوگی وہی کثرتِ آرا سے اسے معزول کرنے کی بھی مجاز ہوگی۔

۱۷ ــــــ رئیسِ مملکت شہری حقوق میں عامۃ المسلمین کے برابر ہوگا اور قانونی مواخذہ سے بالاتر نہ ہوگا۔

۱۸ ــــــ ارکان و عمالِ حکومت اور عام شہریوں کے لیے ایک ہی قانون و ضابطہ ہوگا اور دونوں پر عام عدالتیں ہی اس کو نافذ کریں گی۔

۱۹ ــــــ محکمۂ عدلیہ، محکمۂ انتظامیہ سے علیحدہ اور آزاد ہوگا تاکہ عدلیہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہیئتِ انتظامیہ سے اثر پذیر نہ ہو۔

۲۰ ــــــ ایسے افکار و نظریات کی تبلیغ و اشاعت ممنوع ہوگی جو مملکتِ اسلامی کے اساسی

اصول و مبادی کے انہدام کا باعث ہوں۔

۲۱۔۔۔۔۔ ملک کے مختلف ولایات و اقطاع مملکت واحدہ کے اجزاء انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسلی، لسانی، یا قبائلی واحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی جنھیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع انتظامی اختیارات سپرد کرنا جائز ہوگا۔ مگر انھیں مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔

۲۲۔۔۔۔۔ دستور کی کوئی ایسی تعبیر معتبر نہ ہوگی جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔

اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

۱۔ (علامہ) سید سلیمان ندوی (صدر مجلس ہٰذا)

۲۔ (مولانا) سید ابوالاعلیٰ مودودی (امیر جماعت اسلامی پاکستان)

۳۔ (مولانا) شمس الحق افغانی (وزیر معارف۔ ریاست قلات)

۴۔ (مولانا) محمد بدر عالم (استاذ الحدیث۔ دارالعلوم الاسلامیہ۔ اشرف آباد ٹنڈو اللہ یار۔ سندھ)

۵۔ (مولانا) احتشام الحق تھانوی (مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ اشرف آباد۔ سندھ)

۶۔ (مولانا) محمد عبدالحامد قادری بدایونی (صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان۔ سندھ)

۷۔ (مفتی) محمد شفیع (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام، مجلس دستور ساز پاکستان)

۸۔ (مولانا) محمد ادریس (شیخ الجامعہ۔ جامعہ عباسیہ بہاولپور)

۹۔ (مولانا) خیر محمد (مہتمم مدرسہ خیر المدارس۔ ملتان شہر)

۱۰۔ (مولانا مفتی) محمد حسن (مہتمم مدرسہ اشرفیہ۔ نیلا گنبد لاہور)

۱۱۔ (پیر صاحب) محمد امین الحسنات (مانکی شریف۔ سرحد)

۱۲۔ (مولانا) محمد یوسف بنوری (شیخ التفسیر دارالعلوم الاسلامیہ، اشرف آباد۔ سندھ)

۱۳۔ (حاجی) خادم الاسلام محمد امین خلیفہ حاجی ترنگ زئی (المجاہد آباد۔ پشاور صوبہ سرحد)

۱۴۔ (قاضی) عبدالصمد سر بازی (قاضی قلات۔ بلوچستان)

۱۵۔ (مولانا) اطہر علی (صدر عامل جمعیۃ العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

۱۶۔ (مولانا) ابو جعفر محمد صالح (امیر جمعیت حزب اللہ مشرقی پاکستان)

۱۷۔ (مولانا) راغب احسن (نائب صدر جمعیۃ العلماء اسلام مشرقی پاکستان)

۱۸۔ (مولانا) محمد حبیب الرحمٰن (نائب صدر جمعیۃ المدرسین، سرسینہ شریف۔ مشرقی پاکستان)

۱۹۔ (مولانا) محمد علی جالندھری (مجلس احرار اسلام پاکستان)

۲۰۔ (مولانا) داؤد غزنوی (صدر جمعیۃ اہلحدیث۔ مغربی پاکستان)

۲۱۔ (مفتی) جعفر حسین مجتہد (رکن بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۲۲۔ (مفتی حافظ) کفایت حسین مجتہد (ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان، لاہور)

۲۳۔ (مولانا) محمد اسمٰعیل (ناظم جمعیت اہلِ حدیث پاکستان، گوجرانوالہ)

۲۴۔ (مولانا) حبیب اللہ (جامعہ دینیہ دار الہدیٰ، ٹیڑھی، خیر پور میر)

۲۵۔ (مولانا) احمد علی (امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ، لاہور)

۲۶۔ (مولانا) محمد صادق (مہتمم مدرسہ مظہر العلوم۔ کھڈہ۔ کراچی)

۲۷۔ (پروفیسر) عبدالخالق (رکن بورڈ آف تعلیماتِ اسلام، مجلس دستور ساز۔ پاکستان)

۲۸۔ (مولانا) شمس الحق فرید پوری (صدر مہتمم مدرسہ اشرف العلوم ڈھاکہ)

۲۹۔ (مفتی) محمد صاحبداد عفی عنہ (سندھ مدرسۃ الاسلام۔ کراچی)

۳۰۔ (مولانا) محمد ظفر احمد انصاری (سکرٹری بورڈ آف تعلیمات اسلام مجلس دستور ساز پاکستان)

۳۱۔ (پیر صاحب) محمد ہاشم مجددی (ٹنڈو سائیں داد۔ سندھ)